International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com/
E-mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

ہجرتِ حبشہ: رسالت مآب ﷺ کی دعوتی حکمتِ عملی اور اسکے اثرات

Migration to Abyssinia: Prophetic Strategy of Da'wah and its Futuristic Impacts

1. Muhammad Ashfaq,
Ph.D. Scholar,
Department of Islamic Studies,
HITEC University Taxila Cantt.
Email: m.ashfaq.hrp@gmail.com

2. Fozia Altaf,
Ph.D. Scholar,
Department of Islamic Studies.
HITEC University Taxila Cantt.

To cite this article: Ashfaq, Muhammad "Migration to Abyssinia: Prophetic Strategy of Da'wah and its Futuristic Impacts" International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 2, Issue No. 1 (July 1, 2020) Pages (21–39)

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 2 || July - December 2020 || P. 21-39
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/prophetic-strategy-of-dawah-and-its-futuristic-impacts-2-1-2/
Journal homepage	www.islamicjournals.com
Published online:	01 July 2020

ABSTRACT:

This paper aims to describe the dimensions of Da'wah that have been extracted from a very important and pivotal point of Islamic history and Prophetic Sīrah is known as Migration to Abyssinia. The territory now called Ethiopia has had a revolutionary impact on the upcoming Islamic struggle and preaching of Islam (Da'wah). Employing the analytical method, we may observe what is the internal Da'wah dimensions i.e. interior picture of Maccen public and situation against the resistance of anti-Islamic forces very close before migration to Abyssinia. Whereas the external atmosphere is concerned, it describes circumstances after migration concerning Da'wah uplifting, the role of Najāshī (Aṣḥama ibn Abjar), its later influence and methodology exercised by

messengers of Holy Prophet (P.B.U.H). This study finds that this historical event of 615 AD concerning happening closely before and after it, like prophetic letters, embracing Islam by some important personalities, Prophetic strategic insight, and Syednā Ja‘far Ṭayyār’s Da‘wah dialogue, etc. all these factors have great impact scintillating and throwing light upon manifold facets of ‘Invitation towards Islam’. So, from the perspective of migration to Abyssinia, a Da‘wah Paradigm may also be operated in a specific manner in the current environment of the modern era.

Keywords: Migration, Abyssinia, *Da‘wah*, Strategy, Impact

1. تعارف:

حکمِ نبوی ﷺ کی تعمیل کے لیے ماہ رجب سنہ ۵ نبوی بمطابق 615 عیسوی میں اصحابِ رسول ﷺ میں سے ایک جماعت نے مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی جو اسلام میں پہلی ہجرت کہلاتی ہے۔[1] یہ ہجرت کٹھن راستوں کو طے کرکے سمندر پار حبشہ کی ریاست تک کے سفر کا نام ہے۔اس ریاست کا پرانا نام اکسوم تھا جو عیسائیوں کے زیر تسلط رہی۔ حبشہ کے لوگ اس شہر کو بہت عزت دیتے ہیں یہاں تک کہ حکومت کے تبدیل ہونے کے بعد نئے بادشاہ کی تاج پوشی ابھی تک یہی سے ہوتی ہے۔یہ ہجرت صحابہ کرام نے دو دفعہ کی جو ہجرت حبشہ اولیٰ اور ہجرت حبشہ ثانیہ کے ناموں سے موسوم ہیں۔ابن منظور لفظ ہجرت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"الهَجْرُ ضد الوصل هَجَره يَهْجُره هَجْراً وهِجْراناً۔ والهِجْرَةُ والهُجْرَةُ الخروج من أَرض إِلى أَرض اسی طرح الهِجْرَتانِ هِجْرَةٌ إِلى الحبشة وهجرة إِلى المدينة والمُهاجَرَةُ من أَرض إِلى أَرض تَرْكُ الأُولى للثانية".[2]

ہجرت، وصل و ملاقات کی ضد ہے۔یہ ایک سرزمین سے دوسری کی طرف جانے کا نام ہے۔ مثلاً دو ہجرتیں ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ۔ مُھاجَرَۃ کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے پہلے وطن کو ترک کرتے ہوئے۔ اسلام میں ہجرت ایک مخصوص اصطلاح ہے۔اس سے مراد صرف ترک وطن ہی نہیں بلکہ دینی اور مذہبی وجوہ کی بناء پر پرامن خطہ کی طرف نقل مکانی کرنا ہے-اسطرح اپنے دین کے دفاع اور اشاعت کے لیے کسی پرامن علاقے کا رخ ہجرت کہلاتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں ہجرت کی اہمیت اس بات سے عیاں ہے کہ اسلامی کیلنڈر کا ابتداہجری سن سے کیا گیا۔اس کے علاوہ ہجرت کے بارے احکامات قرآن وحدیث میں بھی موجود ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی ایذا رسانیوں کو دیکھ کر صحابہ کو مشورہ دیا کہ حبشہ (Ethiopia)کو ہجرت کر جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، وہاں ایسا بادشاہ جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔چنانچہ سب سے پہلے عثمان بن عفان ،ابو حذیفہ بن عتبہ ،زبیر بن عوام، عبدالرحمان بن عوف، مصعب بن عمیر، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ، ابوسبرہ، سہیل بن بیضا اور ابو سلمہ اپنے گھر والوں کو لے کر روانہ ہوئے۔اسے ہجرت اولیٰ کہا جاتا ہے۔چند ماہ کے بعد دو کشتیوں پر سوار مزید اہل ایمان حضرت

---

[1] (i) Ibn Hishām, ‘Abd al-Malik bin Hishām bin Ayūb al-Ḥumayrī, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah*, Beirut: Maktabah al-Bābī al-Ḥalabī, 1955), 1:321-343,
(ii) Al-Ṭabrī, Muḥammad bin Jarīr, *Tārīkh al-Rusal wa al-Mulūk*, (Beirut: Dār al-Turāth 1387) 2:331

[2] Ibn Manẓūr, Muḥammad bin Mukarram, *Lisān al-‘Arab* (Beirut: Dār al-Ṣādar, 1414), 5: 250.

جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں عازم سفر ہوئے۔ جسے ہجرت حبشہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ ان دونوں ہجرتوں میں مہاجرین کی مجموعی تعداد تراسی تھی۔

اگرچہ ہجرت حبشہ اور دعوت کے عنوان پر نسبتاً کم لکھا گیا ہے تاہم سیرت نگاروں اور مؤرخین نے اس سفر ہجرت کے کئی مقاصد ذکر کیے ہیں۔ اس مقالہ میں حیات نبوی ﷺ کا دعوتی تسلسل اور حالات کے تغیر پر گفتگو کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

2. پسِ منظر:

جن وجوہات کی بناء پر ہجرت حبشہ کی گئی ان میں مکہ کے اندرونی حالات اور نوزائیدہ اسلام کی دعوتی افرادی قوت پر مظالم اور رکاوٹوں کے ایسے بند جہاں کئی سالوں کا لمبا عرصہ گزر جانے کے باوجود دائرہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی شرح بڑی حد تک محدود تھی وہاں مسلمانوں پر دن بدن دائرہ حیات بھی تنگ ہوتا جارہا تھا۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایسی حالت کی وجہ سے پر امن مقام کی طرف اذنِ ہجرت مراحمت فرمایا۔ چونکہ وحی الٰہی کے ذریعے حکم بھی آچکا تھا اس لیے چند مسلمانوں نے بلادِ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ ہجرت حضرت ابراہیم علیہ سلام ،حضرت ہاجرہ، حضرت لوط علیہ سلام اور ان کی بیوی کے بعد پہلی ہجرت ہے۔ اس کا ایک اہم پہلو جسے دعوتِ دین کے تناظر میں دیکھا جاسکتا ہے وہ تاریخی لحاظ سے اشاعتِ اسلام اور دعوتِ دین کے میدان میں کئی اہم داخلی اور خارجی جہات پر مشتمل ہے۔

3. دعوتِ دین: ہجرتِ حبشہ کے مقاصد کی ایک مرکزی جہت:

سیرت نگاروں کی بڑی تعداد نے اسباب و مقاصد میں ظلم سے بچاؤ اور پر امن مقام کی طرف سفر کا ذکر کیا جسے نصوص کی مدد سے بھی واضح کیا گیا تاہم توحید کی دعوت صحابہ کرام کی حیات مبارکہ کا اوڑھنا بچھونا تھا جس کے بغیر ان کی کاوشوں کو بیان کرنا ایک ادھورا باب معلوم ہوتا ہے۔ بالآخر ان کی محنت و کاوش، سفر و حضر میں دعوتی پہلو کا جزو لاینفک ہے۔ صحابہ کرام کی حیات مبارکہ میں دعوت و اشاعت اسلام ایک دائمی عمل ہے جسے ہر حال میں جاری رکھنا منشاءِ اسلام ہے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کا فرمان" فكانت الدعوة الثانية أشد علينا من الأولى"[3] یعنی دوسری دعوت (ہجرت) ہم پر پہلی کی نسبت زیادہ مشکل تھی ۔ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہجرت میں دعوتی پہلو غالب تھا کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاں دعوت اور ہجرت کو ایک ہی معنٰی میں لیا گیا۔ پروفیسر محمد عزۃ دروزہ کے مطابق دعوت دین کے لیے راستے کھولنا اور میدان ہموار کرنا ہجرت حبشہ کے اسباب میں سے ہے۔ ان کے مطابق "بل إنه ليخطر بالبال أن يكون من أسباب اختيار الحبشة النصرانية أمل وجود مجال للدعوة فيها، وأن يكون هدف انتداب جعفر متصلاً بهذا الأمل"[4]

یہ حیرت کی بات نہیں کہ نصرانیوں کی سرزمین حبشہ کے چناؤ کی ایک وجہ و سبب یہ امید ہے کہ وہاں دعوت دین کا میدان ممکن ہو سکے اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے مندوب کا مقصد اسی امید سے متصل ہے۔

سید قطب کی رائے کے مطابق حبشہ کی طرف سابقین الاوّلین میں سے بہت سے لوگوں نے ہجرت کی، اس موقع پر یہ کہنا کہ ان سارے لوگوں نے اپنی جان بچانے کے لیے یہ ہجرت کی تھی، یہ کہنے کے لیے ہمارے پاس کوئی مضبوط قرینہ نہیں ہے۔ اگر بات ایسی ہی ہوتی

---

[3] Al-Haythimī, Abū al-Ḥassan Nūr al-Dīn Alī bin Abī Bakr bin Sulaymān, *Majma' al-Zawā'id wa Manba' al-Fawā'id* (Cario: Maktabah al-Qudsī 1994), 6:29, Ḥadīth no. 9845

[4] Darwazah, Muḥammad 'Azzah, *Sīrah al-Rasūl: Ṣuwarun Muqtabsatun min al-Qur'ān al-Karīm* (Al-Maktabah al-'Aṣriyyah 1947/ 2008), 1:265

جیسی کہ کہی جاتی ہے، تو اس ہجرت میں وہ لوگ نظر آتے جو حسب و نسب، اور دولت و طاقت سے محروم تھے، اور اس سماج میں اپنا کوئی وزن نہیں رکھتے تھے، حالانکہ صورت حال اس کے بالکل برعکس تھی۔ وہ لوگ جو کمزور یا غلام تھے، جو ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے تھے، انہوں نے ہجرت نہیں کی۔ ہجرت ان لوگوں نے کی جنہیں وہاں قبائلی نظام ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے قبیلے کی پشت پناہی حاصل تھی، ان ہجرت کرنے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے تھے۔[5] سلمان بن احمد العودۃ کے مطابق:

"وكذلك من أسباب وأهداف هجرة المسلمين للحبشة نشر الدين وتبليغ الدعوة للآخرين"[6]

اور اسی حبشہ کی ہجرت کے اسباب و اہداف دین کا پھیلاؤ اور بعد میں آنے والوں کیلئے دعوتی تسلسل تھا۔

عبد الکریم زیدان اس ربط کو مزید واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ويجوز قبول حماية غير المسلم وإن كان الغرض الأول منها الخلاص من ايذاء الكفرة وبطشهم، لأن بقاء المسلم حياً يعطيه فرصاً في المستقبل للقيام بواجب الدعوة الى الله."[7]

یعنی اس میں کوئی قباحت نہیں کہ غیر مسلموں کی حفاظت قبول کرلی جائے۔ اگرچہ ہجرت کا پہلا مقصد کفار کے مظالم سے پناہ حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی بقا اور زندہ رہنا ہی یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ دعوت الی اللہ سرانجام دیں سکیں۔

ڈاکٹر علی محمد صلابی ہجرت حبشہ کے اہداف کے متعلق لکھتے ہیں کہ متعدد اہداف میں ایک ہدف (فتح أرض جديدة للدعوة) نئی سرزمین کی طرف دعوت کا راستہ کھولنا تھا۔[8]

معلوم ہوا کہ ہجرت حبشہ اور اشاعتِ اسلام پہلے سے دعوتی مشن میں تسلسل کا نام ہے۔ جسکا عُسراً یسراً جاری رکھنا ضروری ہے۔ مزید برآں بعد کے حالات اور دعوتی پھیلاؤ بصیرت نبوی ﷺ کا بین ثبوت ہے۔

3.1. ہجرت حبشہ اور نصوص کا مطالعہ:

جہاں مکہ کی اندرونی صورتِ حال مسلمانوں کے حق میں ابتر ہوتی جارہی تھی اور مشرکینِ مکہ دعوتی سرگرمیاں مسدود کرنے کے درپے تھے۔ دریں اثناء میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا۔ اس پہلی ہجرت کے متعلق نصوص کے مطالعے سے اللہ کی راہ میں اس عملِ عظیم کی اہمیت اور مسلسل دعوتی فوائد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ"[9]

اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو بیشک میری زمین کشادہ ہے سو تم میری ہی عبادت کرو۔

تفسیر ابن کثیر کے مطابق جب مکہ کے کمزور اور ناتواں لوگوں پر سرزمین مکہ تنگ ہوگئی تو انہوں نے اپنا دین بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کرلی۔ وہاں انہیں شاہ حبشہ اصحمہ نجاشی کی صورت میں بہترین میزبان مل گیا، جس نے مہاجرین کی بھرپور تائید و نصرت کی اور انہیں ہر قسم کی سہولیات بہم پہنچائیں۔ ان کے مطابق یہ ہجرتِ حبشہ کے ثمرات میں سے ہے کہ خطوط اور ہدایہ کا تبادلہ ہوا اسی ضمن میں وہ ام حبیبہ

---

[5] Syed Quṭb, Ibrāhīm Ḥussain Shārbī, *Fī Zilāl al-Qur'ān* (Egypt: Dār al-Shurūq al-Qāhrah n.d,), 1: 29
[6] Al-'Aawdah, Sulmān bin Ḥamd, *Marviyyāt al-Hijrah*: 24
[7] Zaydān, 'Abdul Karīm, *Uṣūl al-Da'wah*, (Beirut: Muassisah al-Risālah 2004), 519
[8] Al-Ṣallābī, Dr. Alī Muḥammad Muḥammad , *Al-Sīrah al-Nabviyyah: 'Arḍu waqāi' wa Taḥlīl Aḥdāth* (Beirut Lebanon: Dār al-Ma'rifah 2008), 1: 299
[9] Al-Qur'ān 29:56

رضی اللہ عنہا اور ولیمہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ [10] اسی طرح سورہ البقرہ میں ارشاد ہوا ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَالَّذِينَ هَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ﴾[11]۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کے لئے وطن چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، مزید بر آں سورہ النحل میں ارشاد ہے۔﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُواْ فِي اللّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُواْ﴾[12] یعنی اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر (طرح طرح کے) ظلم توڑے گئے۔

امام قرطبی اپنی تفسیر الجامع الاحکام القران اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے وہ صحابہ ہیں جن پر مشرکین مکہ نے مظالم ڈھائے اور انہیں وہاں سے نکال دیا حتیٰ کہ ان میں سے ایک گروہ حبشہ چلا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دار الہجرت کا ٹھکانا عطا فرمایا اور مومنوں میں سے ان کے مدد گار بنائے۔ [13] سورۃ توبہ میں مذکور وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ[14] عبداللہ السہیلی نے ان سے مہاجرینِ حبشہ مراد لیئے ہیں۔[15]

مزید بر آں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے مطابق "وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِراً إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ"[16] خالد بن حزام جنہیں ہجرت کے دوران اژدھا کے کاٹنے سے ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ حبشہ نہ پہنچ سکے کے بارے میں نازل ہوئی۔ [17] امام ابن ابی حاتم رازی اور امام ابن جریر طبری نے بھی "بہترین ٹھکانے" کی طرف ہجرت سے مراد ہجرتِ حبشہ اور بعد ازاں ہجرت مدینہ دونوں مراد لی ہیں۔[18] اسی طرح امام مکی بن ابی طالب القیسی نے اس آیت کریمہ کے تحت ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔اس آیت کا اشارہ ہجرت مدینہ کی طرف نہیں بلکہ صرف ہجرت حبشہ کی طرف ہے کیونکہ یہ آیت مکہ میں ہجرتِ حبشہ کے موقع پر نازل ہوئی۔[19] حتیٰ کہ آیت مبارکہ " يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ" کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مجاہد اور طبری کے ہاں كِفْلَيْنِ سے مراد حبشہ کی زبان میں ضعفین یا ضِعْفَانِ مِنَ الأَجْرِ دو گنا اجر مراد ہے۔[20]

ان نصوص میں وسعت ارضی کا تصور اور دعوت کی عالمگیریت توجہ طلب نکات ہیں۔ علاوہ ازیں رحمت الٰہیہ کی امید اجر عظیم آخرت میں اجر کبیر اور مہاجرین کا اجر کی نسبت ذات الٰہیہ کا اپنی طرف کرنا یہ واضح کرتا ہے کہ انسانی حیات پر ہجرت حبشہ کے پر کٹیکل اثرات ہیں جو ربط و تناسبِ مضامین سے اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

---

[10] Ibn Kathīr, Abū al-Fidā ‘Amād al-Dīn, *Tafsīr al-Qur’ān al-‘Azīm*, (Beirut: Dār al-Kutab al-‘Ilmiyyah 1419) 6: 290 & 2: 120
[11] Al-Qur’ān 2:218
[12] Al-Qur’ān 16:41
[13] Al-Qurṭbī, Abū ‘Abdullah Muḥammad bin Aḥmad bin Abī Bakr, *Al-Jāmi‘ li Aḥkām al-Qur’ān,* edited by Hisham Smir. (Saudi Arabia; Dār ‘Ālam al-Kutab Riyad 1423/2003), 10:107
[14] Al-Qur’ān 9:100
[15] Al-Suhaylī, ‘Abd al-Raḥmān bin ‘Abdullah bin ‘Ahmad, *Al-Rawḍ al-Anaf fī Tafsīr al-Sīrah al-Nabaviyyah li-Ibn Hishām,* 3: 255-256
[16] Al-Qur’ān 4:100
[17] Ibn Kathīr, Abū al-Fidā, *Tafsīr al-Qur’ān al-‘Azīm* 2: 364
[18] (i). Al-Ṭabrī, Muḥammad bin Jarīr, *Jāmi‘ al-Bayān fī Tafsīr al-Qur’ān*, (Beirut: Dār al-Turāth 1387) 41, 107
(ii). Ibn Abī Ḥātim al-Rāzī, *Tafsīr al-Qur’ān al-‘Azīm,* 7:2284, No.21518
[19] Al-Qaysī, Abū Muḥammad Makkī bin Abī Ṭālib, *Al-Hidāyah ‘Ilā Bulūgh al-Nihāyah,* Majmū‘ah Baḥūth al-Kitāb wa al-Sunnah Jāmiah Shāriqah 2008), 6:3996
[20] (i). Mujāhid, *Tafsīr al-Mujāhid*, 434, (ii) Al-Tabi‘ī, *Tafsīr al-Ṭabrī*, 1:13

3.2 رسالت مآب ﷺ کی دعوتی حکمتِ عملی اور ہجرتِ حبشہ:

چند مسلمانوں پر مشتمل اسلام میں پہلی ہجرت، جو 615 عیسوی میں مکہ سے حبشہ کی طرف کی گئی ہجرتِ حبشہ کے نام سے معروف ہے۔ یہ ہجرت کیوں کی گئی؟ کیا صرف مسلمانوں کو ظلم و ستم سے بچنا مقصود تھا؟ ہجرت کے لیے حبشہ ہی کی سرزمین کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ یہ جاننے کے لیے مکہ کے اندرونی و بیرونی حالات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ کہ وہاں کے حالات کیسے تھے؟ اور آپ ﷺ کا اس ہجرت سے منشاء کیا تھا؟ کس حکمت کے پیشِ نظر مسلمانوں کو حبشہ کی طرف بھیجا جا رہا تھا؟ اس ہجرت کی کئی جہات اور پہلو ہیں۔ ان میں سے ایک اہم جہت جو اس مقالہ میں زیر بحث ہے اشاعت اسلام اور دعوت دین ہے۔ مرتضیٰ حسین فاضل ہجرت حبشہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "عرب و عجم، سیاہ و سفید کا فرق مٹا اور عوام پر یہ ثابت ہو گیا کہ اسلام تمام انسانوں کی مساوات و آزادی کا حامی ہے ہجرت حبشہ نے نگاہ نبوت کی بلندی، مستقبل پر نظر رکھنے والی بصیرت اور حال سے نپٹنے کی قوت، دشمن کو شکست دینے کی طاقت اور سرد جنگ کی صلاحیت کا جو ثبوت مہیا فرمایا اس پر مورخ و مفکر حیران اور آپ ﷺ کو نبی آخر الزماں ماننے والے شادمان ہیں۔"[21]

چونکہ اشاعت اسلام اور دین کی دعوت و تبلیغ مسلمانوں کا اوّلین فریضہ ہے۔ اسلام صرف مکہ کے لیے نہیں بلکہ تمام عالم کے لیے تھا۔ مکہ میں تین سال گزر چکے تھے اب دعوت کو مرکز سے باہر وسعت دینی تھی۔ جب اللہ پاک کی طرف سے آپ ﷺ پر ہجرت کا حکم نازل ہوا تو مکہ کے گردو نواح میں بھی اسلام کی شمع روشن کرنا ممکن ہوئی۔ تاہم اسلام کی دعوت و اشاعت کے لیے اس وقت پر امن جگہ نہایت اہمیت حامل کی تھی۔ جہاں اسے پرورش پانے کے مواقع میسر آسکے۔ آپ ﷺ نے اہل کتاب کا انتخاب کیا۔ انجیل میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت موجود ہے۔ وہ اس نئے آنے والے مذہب کی نہ صرف تصدیق کرتے بلکہ اسے قبول بھی جلد کر لیتے۔ حبشہ کا انتخاب اس لیے کیا کہ وہاں کا بادشاہ نجاشی (اصحمہ) جو عیسائی تھا۔ بہت ہی نیک اور نرم دل انسان تھا۔ اس نے اسلام کو نہ صرف کھلے دل سے قبول کیا بلکہ مسلمانوں کو حبشہ میں رہنے کی اجازت بھی دے دی۔ جس سے اسلام بڑی صراحت سے نہ صرف حبشہ بلکہ گردو نواح میں پھیلا۔

حبشہ کی سرزمین پر توحید کی شمع روشن کرنا ضروری تھا۔ جہاں عبادت گاہوں میں مورتیوں کی تصویریں تھیں۔ جن کا ذکر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔[22] تاہم وہاں کے باشندگان تک ہدایت کا پیغام ان کی بھی اشد ضرورت تھی۔ ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ میں جب حبشہ سے آئی تو بہت کم عمر تھی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دھاری دار چادر عنایت فرمائی اور پھر آپ نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا "سناہ، سناہ"، حمیدی نے بیان کیا کہ "سناہ، سناہ". حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی اچھا اچھا۔[23]

تاجدار کائنات نے حبشہ سے آنے والی کمسن بچی سے آپ کا مشفقانہ سلوک اور وہاں کے الفاظ "سناہ سناہ" کہنا آپ ﷺ کا حبشہ کی طرف رجحان کا اشارہ ہے۔ جو لوگ ہجرت حبشہ سے واپسی پر آپ ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ مجھے وہ عجیب باتیں کیوں نہیں بتاتے جو حبشہ میں دیکھ کر آئے ہو اس پر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اک نوجوان نے وہاں ایک بوڑھی راہبہ کو دھکا دیا وہ گھٹنوں

---

[21] Murtazā, Ḥussain Fāzil, *Nuqūsh-i Rasūl (ﷺ) Number*, 3: 595-596
[22] Ṣaḥīḥ Bukhārī, *Bāb al-Hijrah al-Ḥabashah*, Ḥadīth No. 3873, p.127
[23] Ibid., Ḥadīth No. 3874.

کے بل گری اور اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ سنتے جاتے اور فرماتے جاتے،" اس بڑھیا نے سچ کہا، اس بڑھیا نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ اس امت کو گناہوں سے کیسے پاک فرمائے گا، جس میں کمزور کا بدلہ طاقتور سے نہ لیا جا سکے"۔[24]

محمد سعید رمضان البوطی ہجرت حبشہ کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ "حبشہ کی ہجرت سے سیدنا محمد ﷺ کی تعلیمات کے درمیان تعلق کی حقیقت واضح ہوتی ہے"۔[25] سید قطبؒ فی ظلال القرآن میں مزید واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ومن ثم كان بحث الرسول - صلى اللّه عليه وسلم - عن قاعدة أخرى غير مكة ، قاعدة تحمي هذه العقيدة وتكفل لها الحرية ، ويتاح لها فيها أن تخلص من هذا التجميد الذي انتهت إليه في مكة. حيث تظفر بحرية الدعوة وبحماية المعتنقين لها من الاضطهاد والفتنة .. وهذا في تقديري كان هو السبب الأول والأهم للهجرة"[26]

رسول اللہ ﷺ مکہ کے علاوہ ایک اور مرکز قائم کرنا چاہتے تھے، ایک ایسا مرکز جس سے اس عقیدے کی حفاظت ممکن ہو سکے اور آزاد فضا مہیا کر سکے، جو اسے اس بے بسی کی حالت سے نکال سکے، جس سے وہ سرزمین مکہ میں دوچار تھا۔ آپ ﷺ کے پیش نظر ایک ایسے مرکز کا قیام تھا، جہاں اس دین کو دعوت و تبلیغ کی پوری آزادی حاصل ہو، اور جو لوگ اس دین کو قبول کر لیں، انہیں وہاں کسی خطرے اور کسی آزمائش کا سامنا نہ ہو۔ یہ میرا اندازہ ہے کہ ہجرت حبشہ کا اولین اور بنیادی سبب یہی تھا۔

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کے مطابق حبشہ کے دونوں واقعات تاریخی بھی ہیں اور امت کے عالمی و آفاقی بننے کی علامت بھی۔۔۔ مکی دور میں حبشہ میں ایک اسلامی امت وجود میں آگئی تھی جو مہاجرینِ حبشہ کے علاوہ کچھ حبشی نژاد مسلمانوں پر مشتمل تھی، اس حبشی امت نے عالمی و آفاقی حیثیت کا آغاز کیا تھا جس سے نبوت و رسالت محمدی ﷺ کی آفاقیت کا اظہار ہوتا ہے اور یہی "كَافَّةً لِّلنَّاسِ" کی تعبیر ہے۔[27]

آپ ﷺ کی حکمت عملی ہی تھی جس کی بدولت دعوت دین خفی سے جہری، گھر سے بیرون وطن، گورے و کالے، غریب و امیر کی تمیز کے بغیر یہ بدایت سے نہایت تک کا پیغامِ توحید ہر رکاوٹ کو عبور کرتے ہوئے ہر شاہد سے غائب کی طرف آج تک محوِ سفر ہے۔

3.3. حبشہ کی طرف دعوت کا سفر اور نصرتِ الٰہیہ:

مسلمانوں کے مختصر سے قافلے نے جب مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ تو کفار مکہ نے ان کا تعاقب کیا۔ مگر جب راہ حق میں عزم بلند ہوں تو نصرت الٰہیہ یقینا انسان کا مقدر بنتی ہے۔ مسلمان اپنی قوت کو بچانے نکلے اور اپنا گھر بار اور عزیز و اقارب وغیرہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی نصرت سے نوازا ۔ جس سے بعد میں دعوت دین کے راستے ہموار ہوئے۔ ساحل سمندر پر پہلے سے ہی کشتیاں تیار کھڑی تھیں۔ جس سے مسلمان وہاں سے جلد روانہ ہو گئے اور کفار کے مظالم سے بچ نکلے یہ بھی رب کائنات کی طرف سے مسلمانوں کے لیے مدد تھی۔ اسی طرح حبشہ کا بادشاہ نجاشی (اصحمہ) بہت ہی رحمدل اور انصاف پسند تھا۔ اس نے حق بات سننے کے بعد سفیر ان قریش کو واپس لوٹا دیا۔ اور مسلمانوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی۔ دوسری طرف مکہ میں قریش کے دو بڑے سردار بھی حلقہ بگوش اسلام ہو

---

[24] Sunan Ibn-M ājah, *Kitāb al-Fitan*, Ḥadīth, No. 4010.
[25] Al-Būṭī, Muḥammad Sa'īd Ramdān, *Fiqhu al-Sīrah*, (Beirut: Dār al-Fikr 1993), 96.
[26] Syed Quṭb, Ibrāhīm Ḥussain Shārbī, *Fī Zilāl al-Qur'ān*, 1: 29.
[27] Siddiquī, Muḥammad Mazhar Yasin, *Khuṭbāt-i Sīrat: Maṣ ādir-i Sīrat k ā Tajziyātī Muṭāla'ah,* Islamabad: IRI IIU, 2017), 170.

گئے۔ توحید کی شمع نے بالا آخر ان خطوں کو وقت کے قلیل دورانیہ میں روشن کرنا تھا جہاں سے بعد میں صدیوں تک دعوتِ حق کو ایک بہت بڑی تعداد تک پہنچنا تھا۔ اس پیغام الٰہی کو جتنا دبایا گیا اس کارد عمل ایک فطری تقاضا تھا جس کے تحت اسے پھیل کر ہی رہنا تھا۔ ہجرت حبشہ کے وقت تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ ظلم و ستم حد سے بڑھا تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اذنِ ہجرت مراحمت فرمایا۔ جوں جوں ظلم و ستم تیز ہوتے گئے سر زمین مکہ کے اندر اور باہر کی طرف اشاعت اسلام کے لیے تمام مشکلات کے باوجود حالات پیدا ہونا شروع ہو گے۔ ان حالات کا جائزہ لینے کے لیے دعوت کی خارجی اور داخلی جہات کو زیر بحث لایا جائے گا۔

3.3.1. دعوت کی داخلی جہات:

دعوتِ دین کی وہ جہات جو مکہ مکرمہ سے وابسطہ ہیں اور جن کا تعلق قبل از ہجرتِ حبشہ ہے، اس مقالہ میں مرکزی حیثیت کا حامل ہیں۔ ان کاوشوں کے مطالعہ سے قاری بڑی حد تک اس تسلسل سے آشنا ہو سکتا ہے جو مربوط دعوتی پہلوؤں سے مقاصد نبوی ﷺ سے ہم آہنگ ہے۔

3.3.1.1. پہلی دعوتی درسگاہ (دارِ ارقم):

نو مسلموں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسی دارسگاہ کی ضرورت محسوس کی گئی جہاں ان کی اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت کی جاسکے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر کا انتخاب کیا گیا۔ یہ سابقون الاوّلون میں سے تھے جنھوں نے بہت کم عمری میں قبولِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح صفہ کے تیار شدہ صحابہ کرام نے ہجرت حبشہ میں حصہ لیا جو داخلی و خارجی جہات میں شامل ہے۔ علي الطنطاوي لکھتے ہیں کہ آج، عرب 70 لاکھ ہیں، مسلمان تعداد میں 400 ملین ہیں، اور ان میں سے سب سے بہترین دارالارقم والے ہیں جو دعوت و جہاد کے لئے زندہ رہے۔[28]

اسطرح اسلام میں پہلی دعوتی درسگاہ وجود میں آئی جس کا مقصد فرزندان توحید کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اسلامی اصولوں سے روشناس کروانا تھا۔ تین سال تک دارارقم آپ ﷺ کی قیام گاہ رہا ان تین سالوں کے دوران جو لوگ مسلمان ہوئے ان کا شمار اول المسلمین میں ہوتا ہے۔

3.3.1.2. مکہ کی اہم شخصیات کا قبولِ اسلام اور مہاجرینِ حبشہ:

جب آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا تو آپ کے قریبی دوست و احباب اور مکہ کی چند اہم شخصیات آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان لے آئے اس نئے دین سے مکہ میں اضطراری کیفیت پیدا ہو گئی۔ ان حالات میں مسلمانوں کا مکہ میں رہنا دشوار ہو گیا اس وقت یہ ضروری تھا کہ مکے کے علاوہ کوئی اور بھی دعوتی مرکز ہونا چاہیے، جہاں سے اسلام کے پیغام کو آزادی کے ساتھ نشر کیا جاسکے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے، جب وہ مرکز ایسی جگہ ہو جو ان دشمنانِ اسلام کی دسترس سے باہر ہو، چنانچہ آپ نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم اس لیے دیا کہ وہاں کا بادشاہ نجاشی حق پسند اور نیک طبیعت تھا۔ ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد مکہ کی بہت سی اہم شخصیات حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں جیسے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت ابو سلمہ، حضرت ابو ارقم، حضرت عثمان بن معظون، حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت سعید بن زید اور ان کی زوجہ محترمہ وغیرہ یہ تمام افراد اپنے قبائل میں معززترین تھے۔

---

[28] Al-Ṭanṭāvī, Alī, *Maqālāt fī Kalimāt*, al-Majmū'ah al-Thāniyyah, p.170.

کفارِ مکہ کو مزاحمت چاہے وہ تاجدارِ ختم نبوت کی طرف سے ہو یا صحابہ کرام کی طرف سے، نتیجتاً دعوتِ حق کے راستے دوسری جہات سے ہموار کرنے کا سبب بنی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اضطرابی کیفیت میں نکلے کلمات قبولِ اسلام تک فی نفسہ ایک ایسا ذریعہ ہیں جو اسلام کی طرف اور قبولیت اسلام کے بعد ثابت قدمی فراہم کرتے محسوس ہوتے ہیں۔ ہجرت حبشہ سے جو بات واضح نظر آتی ہے، وہ یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی، ان میں احرار اور سردار تھے، جو سب اپنے سماج یا اپنے قبیلے کے نہایت زوردار اور بااثر لوگ تھے۔ اس قافلے میں کوئی غلام یا کوئی باندی نہیں تھی، نہ کوئی ایسا فرد تھا جو کسی کمزور گھر گھرانے سے تعلق رکھتا ہو۔ جس سے یہ نتیجہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ صرف مظالم سے بچنا ہجرت کا مقصد نہ تھا بلکہ دعوت اور توحید کا پیغام ان لوگوں تک پہچانا ضروری تھا جو اس سے محروم تھے۔

ہجرت حبشہ اولیٰ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کردار		
1	ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ	ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ سرزمین حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک تھے، ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بھی رفیقِ سفر تھیں، چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ حبش ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حبشہ سے مکہ واپس آئے، یہاں ہجرت کی تیاریاں ہو رہی تھیں، اس بنا پر اپنے غلام سالم کو ساتھ لے کر مدینہ پہنچے اور عباد بن بشر کے مہمان ہوئے، آنحضرت ﷺ نے ان دونوں میں باہم مواخات کرادی۔[29]
2	ابو سلمہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ	ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا شمار سب سے پہلے حلقہ ءاسلام میں داخل ہونے والوں اصحاب صفہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی دوسری زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھی جو آپ کی وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں آئیں آپ دو ہجرتوں والے تھے۔ اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ واپس مدینہ منورہ میں آئے بدر اور احد میں شرکت کی۔ آپ زخمی ہوئے مگر ٹھیک ہوگئے دوبارہ زخم ہونے سے جمادی الاخرح 3ھ میں وفات پاگئے۔
3	ابو سبرہ بن ابو رہم رضی اللہ عنہ	ابو سبرہ رضی اللہ عنہ سابقین اسلام میں تھے اور حبشہ کی دونوں ہجرتوں کا شرف حاصل کیا، دوسری ہجرت میں ان کی بیوی کلثوم رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں، ہجرت مدینہ کے بعد دوسرے مہاجرین کے ساتھ حبشہ سے مدینہ آئے۔ مدینہ آنے کے بعد بدر، احد اور خندق وغیرہ جس قدر غزوات ہوئے سب میں شریک رہے۔[30]
4	حاطب بن عمرو رضی اللہ عنہ	آنحضرت ﷺ کے ارقم کے گھر میں تشریف لانے کے قبل مشرف باسلام ہوئے، اسلام کے بعد حبشہ کی ہجرت کی، دونوں ہجرتوں کا شرف حاصل کیا، پھر وہاں سے مدینہ گئے۔[31]
5	زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ	آپ کا لقب "حواری رسول اللہ " نبی کریم کے پھوپھی زاد بھائی سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر میں بڑی جانبازی سے لڑے اور دیگر غزوات میں بھی بڑی شجاعت دکھائی۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے ذاتی دستے کے علمبردار تھے۔

[29] Ibn-Athīr, Asad, *Al-Ghābah fī Ma ʻrifah al-Ṣih ābah*, (Lahore: Al-Mīzān Publication) 5:170 (In the Book Al-Istīʻāb Abū Ḥuzaifah (رضی اللہ عنہ) has also been discussed.
[30] ʻAbd Al-Barr, Yūsuf ibn `Abd Allāh Ibn, *Al-Istīʻāb fī Ma`rifat al-Aṣḥāb*, 2:706.
[31] Ibn-Saʻd, Ṭabqāt Ibn-Saʻd, (Karachi: Nafīs Academy, n.d,) 1:294.

6	سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ	سہیل رضی اللہ عنہ ان بزرگوں میں ہیں جو مکہ میں ایمان لائے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کے جامع تھے۔مدینہ منورہ میں 9ھ میں رسول اللہ کی حیات میں وفات پائی ان کا جنازہ رسول اللہ نے مسجد نبوی میں پڑھایا ۔[32]
7	عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب بزرگوں میں سے ہیں جنھوں نے ابتدا ہی میں داعیِ توحید ﷺ کو لبیک کہا تھا دو دفعہ اپنی زوجہ لیلیٰ بنت ابی حشمہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر ملک حبش تشریف لے گئے، پھر وہاں سے واپس آکر ہجرت مدینہ کی۔[33]
8	عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	سیرت نگاروں کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا تیرھواں نمبر تھا۔اسلام لانے کے سبب انہیں بھی بہت ستایا گیا' اس لیے یہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے قافلے میں شامل ہو گئے۔لیکن بعد میں واپس مکہ آ گئے اور 13 نبوی کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔
9	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	اسلام کے تیسرے خلیفہ، داماد رسول اور جامع قرآن تھے۔ آپ سابقین اسلام میں شامل اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور پہلے صحابی ہیں جنھوں نے سرزمین حبشہ کی ہجرت کی، بعد میں دیگر صحابہ بھی آپ کے پیچھے حبشہ پہنچے۔ بعد ازاں دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی جانب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر صحابہ کے ساتھ ان کو بھی جنت اور شہادت کی موت کی خوش خبری دی۔
10	عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ	عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اولین صحابہ میں سے ہیں۔انھوں نے بھی ہجرت حبشہ کی۔جب سیدنا عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے گال کا بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مبارک آنسو سیدنا عثمان کے گال پر بہنے لگے اور صحابہ کرام بھی رو دیئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابو سائب! تم اس دنیا سے اس طرح چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں اَلسَّلَفُ الصَّالِح کے نام سے پکارا، نیز یہ وہ پہلے صحابی تھے جنہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔[34]
11	مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ	السابقون صحابہ میں سے تھے انہوں نے آنحضرت ﷺ کے دار ارقم میں آنے سے پہلے مکہ میں اسلام قبول کیا تھا اور اول ہجرت حبشہ کرنے والوں کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی، پھر جنگ بدر میں شریک ہوئے، آنحضرت ﷺ نے ان کو عقبہ ثانیہ کے بعد مکہ سے تبلیغ اسلام کے لیے مدینہ بھیجا گیا اور وہاں اہل مدینہ کو قرآن کی تعلیم دینے اور دین سکھانے کی خدمت ان کے سپرد فرمائی تھی، ہجرت نبوی سے قبل مدینہ میں جس نے سب سے پہلے جمعہ پڑھا وہ مصعب بن عمیر ہیں۔ یہ بھی دو ہجرتوں والے ہیں۔

مزکورہ بالا ٹیبل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین داخلی اور خارجی دعوتی سنگم کو سمجھنے کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

3.3.1.3. ابن دغنہ کی گفتگو اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کردار کا نقشہ:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب ہجرتِ حبشہ کے سفر میں مقام برک غماد پر پہنچے تو آپ کی ملاقات ابن الدغنہ سے ہوئی جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔[35] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں ابن دغنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ سے پوچھا۔کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کے جواب پر کہنے لگا۔قسم بخدا آپ تو اپنی قوم کی زینت و زیبائش ہو۔مشکلات میں آپ مدد کرتے ہیں نیکی کے کام بجا لاتے ہیں۔بے روزگار کو روزگار فراہم کرتے ہیں۔ آپ لوٹ جائیں آپ میری پناہ میں ہیں۔[36] حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس مکہ لوٹ آئے۔

---

[32] Ibn-Athīr, Asad, *Al-Ghābah fī Ma 'rifah al-Ṣih ābah*, (Lahore: Al-Mīzān Publication) 4: 1002.
[33] Ibn-Athīr, Asad, *Al-Ghābah fī Ma 'rifah al-Ṣih ābah*, 3: 281.
[34] Ḥassām al-D īn, *'Alā' al-D īn Alī Muttqī*, *Kanz al-'Ammāl*, *Kitab al-Fada'il*, 11:337, Ḥadīth 33604.
[35] Ibn Kathīr, Abū al-Fidā 'Amād al-Dīn, *al-Sīrah al-Nabaviyyah*, edited by Mustafa Abdul Wāhid Part-I, (Beirut Lebanon: Dār al-Ma'rifah 1396/1971), 2:244-245.
[36] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah*, 2:242.

لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب ابن دغنہ نے اپنی پناہ واپس لینی چاہے تو اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری پناہ واپس کر تا ہوں اور اپنے رب عزو جل کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں"[37]

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہجرت حبشہ کفار مکہ کے ظلم و ستم سے نجات پانے کی غرض سے نہیں ہوئی تھی، بلکہ دعوت اسلام کے لیے نئی دنیائیں دریافت کرنے کی ایک پُر عزم جدوجہد تھی، کیونکہ اگر کفار مکہ کے مظالم سے نجات پانے کا مسئلہ ہو تا تو اس موقع پر کمزور اور ستائے ہوئے لوگ آگے آگے ہوتے، نہ کہ وہ لوگ جنہیں اپنے قبیلوں اور خاندانوں کی پشت پناہی حاصل تھی، اور جو ایمان لے آنے کے باوجود قبائلی حمیت کے مضبوط قلعوں میں محفوظ تھے۔

3.3.1.4. سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام (6 نبوی):

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا غصہ کی حالت میں یہ اقرار کہ میں نے محمد ﷺ کا دین اختیار کر لیا ہے۔ جس میں ہمت ہے اب وہ میرے ساتھ بھی وہی سلوک کرے جو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کرتے ہو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ کہا کہ میں دین محمدی ﷺ پر ہوں ان الفاظ پر مجھے سخت شرمندگی ہوئی کہ میں نے اپنے آباء اور اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا ہے۔ میں نے ساری رات اضطراب میں گزاری لمحہ بھر کے لیے بھی نہ سو سکا پھر میں صبح کعبۃ اللہ کے پاس آیا اور آہ وزاری کی کہ اللہ حق کے لیے میرا سینہ کھول دے اور شک و شبہات کے بادل دور کر دے۔ میری دعا ابھی مکمل ہی ہوئی تھی کہ مجھ سے باطل کا اندھیرا چھٹ گیا میرا دل نورِ یقین سے بھر گیا۔ صبح صبح بار گاہِ رسالت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کو اپنی قلبی کیفیت بتائی حضور پاک ﷺ نے بار گاہِ ربوبیت میں میری ثابت قدمی کی دعا کی۔[38]

پھر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرتے۔ اسطرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام مکمل ہوا۔ قریش مکہ کو یہ باور ہو گیا کہ اب آپ ﷺ مضبوط اور طاقتور ہو گئے ہیں۔ کیونکہ نوجوانانِ قریش کے حلقہ بگوش اسلام ہونے سے اسلام کی اشاعت کے امکانات مضبوط ہوتے جا رہے تھے۔

3.3.1.5. سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

مکہ کی اندرونی صورتِ حال بدستور تغیر پذیر تھی دن بدن قریش مکہ کے نوجوان حلقہ بگوش اسلام ہو رہے تھے۔ دریں اثناء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رسول کریم ﷺ اس سے پہلے دعا کر چکے تھے۔ "مولا ابو الحکم بن ہشام یا عمر بن خطاب سے اسلام کی مدد فرما"۔[39] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ داعی کو اپنے مدعوین کے لیے ہر وقت دعا بھی کرنی چاہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت کے راستے سے نواز دے۔ یہ خبر کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا جہاں دوسری کئی جہات سے اہم تھا وہاں مہاجرین حبشہ پر بھی اس خبر کا بڑا اثر تھا۔ مہاجرین کی واپسی اور واقعہ غرانیق کی روایات بھی ہیں تاہم محمد حسین ہیکل کے مطابق مسلمان یہ خبر سن کر حبشہ سے واپس آ گئے ۔[40] بعد میں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف توجہ رکھی 20 ہجری کو آپ

---

[37] al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ Bukhārī, Book of Tawhīd*, Ḥadīth 3905, trans Dr. Muḥammad Muhsin Khan (Saudia Arabia: Maktabah Dār al-Salām, 1997), 144-149.
[38] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah,* 1:292.
[39] Ibid., 2:193.
[40] Ibn Kathīr, Abū al-Fidā, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah*, edited by Mustafa Abdul Wāhid Part-I, (Beirut Lebanon: Dār al-Ma'rifah 1396/1971), 2: 244-245.
Haykal, Muḥammad Ḥussain, *Hayāt-i Muḥammad* (ﷺ), Trans Abū Yaḥyā (Lahore: Idarah Thaqāfat-i Islāmiyah, 2002), 185.

نے دعوتِ دین کے لیے علقمہ بن مجزز المدلجی کو حبشہ روانہ کیا[41]۔وہ اس سے قبل 9ہجری میں حبشہ کی جانب رسول اللہ ﷺ نے تین سو سواروں کے ہمراہ اک سریہ میں بھیجا تھا۔[42]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسلام کو تقویت ملی،داخلی اور خارجی لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کا کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔انکے قبول اسلام کے بعد مسلمانوں نے سرِعام عبادت شروع کرلی اس سے پہلے مسلمان خفیہ طور پر عبادت کیا کرتے تھے۔

3.3.2. دعوت کی خارجی جہات:

مسلمانوں کو مکہ کے اندر چند سال گزر چکے تھے مکہ کے اندر خفیہ اور اعلانیہ دعوت حق دی جاچکی تھی۔ مخالفین مکہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے دائرہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ بعض مسلمان ناقابلِ برداشت ظلم سے مجبور ہو کر دین سے پھر جاتے اور بعض ہمت اور حوصلے سے کام لیتے اور اللہ ان کی حفاظت کرتا۔[43] دریں اثناءمکہ کے حالات مسلمانوں کے لیے نامناسب ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکمِ ہجرت دیا جس کے لیے آپ ﷺ نے خود ہی حبشہ کا انتخاب کیا۔اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ ، فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ أَحَدٌ عِنْدَهُ ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ ، حَتَّى يَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ فِيهِ" [44]

یعنی اگر تم سے ہو سکے تو حبشہ کی سرزمین کی طرف چلے جاؤ۔کیونکہ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے پاس کوئی ظلم نہیں کرتا۔اور وہ سچائی کی سرزمین ہے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اس حالت (سے بہتری کی طرف) کوئی راستہ نکال دے۔

پہلی ہجرت میں گیارہ مرد اور چار عورتوں کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ دوسری ہجرت تراسی افراد پر مشتمل تھی۔[45]اس کے بعد اکثر و بیشتر مسلمان حبشہ آتے جاتے رہے۔ حبشہ کا بادشاہ اور رعایا اہل کتاب مسیحی عقائد رکھتے تھے۔لیکن مسلمانوں کے آنے کے بعد یہاں اسلامی عقائد کو بھی تقویت ملی۔شاہ حبشہ اور عام رعایا میں سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔1994 کی مردم شماری کے مطابق اس خطے کی مسلم آبادی تقریباً پچاس فیصد ہے اسی ہجرت کی وجہ سے آج دعوت کی داخلی جہت کے بعد ضروری ہے کہ مکہ سے دور حبشہ جہاں کا راستہ کٹھن اور دشوار گزار تھا وہاں کے حالات کا جائزہ لیا جائے کہ مسلمانوں کو دیارِ غیر میں کیسے حالات وواقعات سے نبرد آزما ہونا پڑا۔اور مسلمانوں نے کس طرح اپنے دین اسلام پر قائم رہتے ہوئے غیر مسلم کو دعوت حق پہنچایا۔مؤرخ Ulrich Braukamper یوں رقمطراز ہے کہ جہاں دوسری اقوام پر اسلام کے اثرات کا تذکرہ کرتا ہے۔وہاں ارومو (Oromo) کے لوگوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ آج ان کی آبادی 68فی صد مسلمان ہے اور مشرقی ایتھوپیا تاحال مسلم اکثریت پر مشتمل ہے۔[46]

---

[41] Aḥmad, Yūsuf, *Al-Islām fi al-Ḥabashah*, Qāhira: Maṭba‘ Hijazī, 1935), 21.
[42] Ibn-Sa‘d, Ṭabqāt, 1:375.
[43] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah* 1:339.
[44] *Al-Sīrah al-Nabaviyyah* 1:321, Tarīkh Ṭabrī, 2: 70.
[45] Ibn-Sa‘d, Ṭabqāt, (Karachi: Naf īs Academy, n.d,) 1:204.
[46] Braukamper, Ulrich, *Islamic History and Culture in Southern Ethiopia* (London: Transction Publisher, 2004), p..71..

3.3.2.1. نجاشی (اصحمہ) کی شخصیت کا دعوتی کردار:

دعوت کی خارجی جہات میں نجاشی کا ذکر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جس ملک کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اس ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی (اصحمہ) تھا۔ آپ کے والد حبشہ (ابی سینہ) کے بادشاہ تھے عرب میں عطیہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔[47] جس کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمانِ مبارک کے مطابق وہاں کا بادشاہ بہت شریف الطبع ہے جس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ وہ سچائی کی سرزمین ہے تاآنکہ اللہ تعالیٰ تم کو ان مصیبتوں سے نجات دے جن میں آج تم گھرے ہوئے ہو۔[48] مہاجرین حبشہ کہتے تھے کہ ہم لوگ شاہ حبشہ نجاشی کے پڑوس میں پہنچ گئے۔ اس نے ہمیں ہمارے دین پر رہتے ہوئے پناہ دی اور ہمارے اوپر احسان کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچاتا تھا اور نہ ہی ہم لوگ کوئی ایسی بات سنتے تھے جس کو ہم ناگوار سمجھتے۔[49]

اہل حبشہ کی اذیتوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے نجاشی نے جرمانہ عائد کیا۔ آپ ﷺ نے نجاشی کو دومرتبہ خطوط لکھے۔ جن میں اس کو اسلام کی دعوت دی۔ سیرت کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی رسول پاک ﷺ کے خط اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس نے ایک کاغذ منگوایا اور قبولیت اسلام کی لکھ کر گواہی دی ۔[50] اس کے بعد وہ کاغذ اپنے داہیں کندھے پر باندھ لیا۔ ان واقعات سے نجاشی کا مسلمانوں سے نہ صرف حسن و سلوک ظاہر ہوتا ہے بلکہ علی الاعلان قبول اسلام کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ اس طرح حبشہ میں حضرت نجاشی کی اشاعت و تبلیغ دین کی مساعی کا سلسلہ ایک طویل مدت تک جاری رہا۔ مجیب اللہ ندوی کے مطابق مکی اور مدنی دونوں ادوار میں حبشی امت اسلام کی تشکیل و تعمیر میں مہاجرین حبشہ، ان کے مبلغین اور نجاشی کی دعوت و تبلیغ مؤثر کن تھی اور ان کے سبب سے وقتاً فوقتاً افراد و طبقات اسلام لاتے رہے تھے۔[51]

خارجی جہات میں نجاشی کا دعوت دین اور اشاعت اسلام میں کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا کردار داخلی اور خارجی دونوں جہات میں بڑا اہم ہے۔ ان کی شخصیت ظاہر کرتی ہے کہ ایک داعی کو کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے۔ اور دین کی اشاعت کے لیے وقت و حالات کا علم ہونا چاہیے جس طرح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے دیارِ غیر میں مسیحی عقائد کے پرستاروں کو اسلام سے متعارف کروایا ہے۔ ذیل میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ سے خارجی جہات سے بڑی حد تک نجات ممکن ہے۔

3.3.2.2. نجاشی شاہ حبشہ کے نام خطوطِ نبوی ﷺ:

نجاشی کا نام اصحمہ بن ابجر تھا۔ نبی ﷺ نے اس کے نام جو خط لکھا اسے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے بدست 6ھ کے اخیر یا 7ھ کے شروع میں روانہ فرمایا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے ایک اور خط جو ماضی قریب میں دستیاب ہوا ہے اور زادالمعاد میں بھی ایک لفظ کے اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔ اس مکتوبِ مبارک کا عکس یہ ہے

محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی عظیم حبشہ کے نام

---

[47] Nadvī, Mujībullah, Ahl-i Kitāb Ṣiḥābah wa Tāb'īn (Lahore: Al-Faysal Nāshrān o Tājrān Kutab, 2004), 236.
[48] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah* 1:365.
[49] Bahayqī, Abū Bakr Aḥmad bin Ḥussain , *Dalā'l al-Nubūwah,* 1: 52.
[50] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah* 2:187.
[51] Nadvī, Mujībullah, Ahl-i Kitāb Ṣiḥābah wa Tāb'īn, 2.

"اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ امابعد میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' جو قدوس اور سلام ہے۔ امن دینے والا محافظ و نگران ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ اللہ نے انہیں پاکیزہ اور پاک دامن مریم بتول (علیہ السلام) کی طرف ڈال دیا۔ اور اس کی روح اور پھونک سے مریم (علیہ السلام) عیسیٰ کے لئے حاملہ ہوئیں۔ جیسے اللہ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ میں اللہ وحدہٗ لا شریک لہ کی جانب اور اس کی اطاعت پر ایک دوسرے کی مدد کی جانب دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی طرف (بلاتا ہوں) کہ تم میری پیروی کرو اور جو کچھ میرے پاس آیا ہے اس پر ایمان لاؤ کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ عزوجل کی جانب بلاتا ہوں، اور میں نے تبلیغ و نصیحت کر دی لہٰذا میری نصیحت قبول کرو، اور اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔"[52]
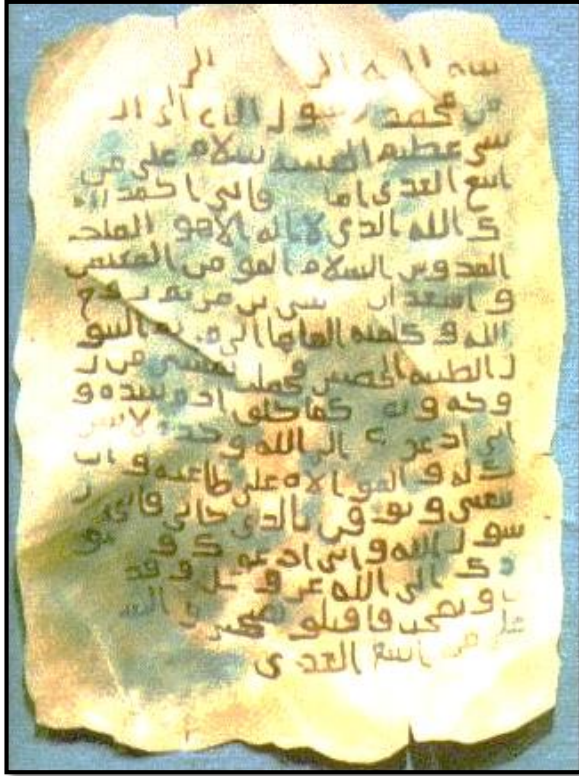
عطیۃ صقر نجاشی کی طرف لکھے گئے خطوط میں سے ایک خط کا آخری جملہ یعنی (فإن توليت فعليك إثم النصارى من قومك) کے بارے لکھتے ہیں .. وذلك يؤكد أنها دعوة عامة[53] یعنی یہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ دعوت عمومی اور سب بنی نوع انسانی کو شامل ہے۔

نجاشی کی طرف خطوط سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو مذہب کے حوالے سے مخاطب کرتے ہوئے ایسے حقائق کی طرف اشارہ فرما دیا جن سے عیسائیت روگرداں ہو چکی تھی۔ اور قرآن حکیم کی وہ آیت مبارکہ پیش فرمائی جو رہتی دنیا تک مابین المذاہب تعلقات کے لیے بنیادی اور اصولی نوعیت کی ہے۔ دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ قبولیت اسلام کے فوائد اور عدم قبولیت پر جملہ رعیت کا گناہ کا بیان گویا دعوت کے ایجابی اور سلبی پہلوؤں کا احاطہ معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نجاشی بہت متاثر ہوئے اور جوابی خطوط بھی لکھے اور عملی کردار بھی ادا کیا۔

3.3.2.3. حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا مکالمہ اور اسکے دعوتی اثرات:

حضرت جعفر بن ابو طالب آپ کا اصل نام عبد مناف بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ابوطالب کے بیٹے تھے۔ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ان کی والدہ تھیں، ہاشم، جعفر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہونے کے ساتھ جعفر کے نانا بھی تھے۔ حضرت علی اور عقیل ان کے سگے بھائی تھے۔ حضرت جعفر کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ حضرت جعفر "السابقون الاوّلون" میں شامل تھے۔ ۶۱۳ء میں انھوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی دار ار قم میں منتقل ہو کر دعوت

[52] Hamīdullah, Dr Muḥammad, Rasūl-i Akram kī Siyāsī Zindagī, p 108-109, 122-125.
While Zād al-Ma‘ād mentioned at the end as (اسلم انت)‘Aslim Anta’ instead of (والسلام علىٰ من اتبع الهدىٰ) “Wa al-Salāmu ‘Alā man Ittaba‘ al-Hudā” visit Zād al-Ma‘ād, 3: 60.
[53] Ṣaqar, ‘Aṭiyyah, *al-Dīn al-‘Ālimī wa Manhaj al-Daw‘ah ’Ilīh*, (Silsilah al-Bahuth al-Islamiyyah), 61.

دین کا کام شروع نہ کیا تھا۔جب مسلمان حبشہ پہنچے تو نجاشی کے طلب کرنے اور استفسار پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے دربار میں آپ ﷺ کا دیاہوا خط اور اسلامی تعلیمات پر اپنا دعوتی مکالمہ پیش کیا۔جس سے بادشاہ اور اس کے مصاحبین آپ ﷺ پر ایمان لائے۔دعوتی مکالمہ میں آپ نے بادشاہ کو سلام کیا۔اسلام لانے سے قبل کے حالات اور خرابیاں بیان کیں اور جن محسنات نے مسلمانوں کو مزین کیا ان کا بھی تذکرہ کیا۔[54]

اس مکالمہ سے حبشہ میں مسیحی برداری کو اسلامی تعلیمات کی دعوت دینا مقصود تھا جس کو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے بھرپور انداز سے دیا اور خاطر خواہ نتائج کی حصولی ممکن ہوئی۔ (۶۲۶ء میں)ہجرت مدینہ کو سات برس بیت گئے تو سیدنا جعفر اور باقی مہاجرین نے یہ کہہ کر مدینہ جانے کی خواہش ظاہر کی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم غالب آگئے ہیں اور دشمن مارے جا چکے ہیں۔نجاشی نے زاد راہ اور سواریاں دے کر ان کو رخصت کیا۔[55]

رسول اللہ ﷺ فتح خیبر سے مدینہ واپس آئے تو جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا۔آپ نے انھیں اپنے ساتھ چمٹا لیا، معانقہ کیا، آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ لیا اور فرمایا، میں بہت خوش ہوں، معلوم نہیں ،جعفر رضی اللہ عنہ کے آنے سے یا خیبر فتح ہونے پر۔[56]آپ نے انھیں خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا اور مسجد نبوی کے پہلو میں گھر بنانے کے لیے جگہ عنایت فرمائی۔سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے وہ تحائف آپ کو پیش کیے جو نجاشی کی طرف سے تھے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مسکینوں غریبوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ان کے پاس بیٹھتے ، ان سے باتیں کرتے، وہ انھیں اپنے حالات بتاتے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھیں ابو المساکین کی کنیت سے پکارتے۔[57]

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہترین داعی میں کیا کیا خصوصیات ہونی چاہیے۔اور جس جگہ دعوتی فرائض سرانجام دینے ہوں وہاں کے حالات سے آگاہی اور سوالات کا مناسب اور مؤثر جوابات کا فہم ہجرتِ حبشہ کے مرہونِ منت ہے۔

3.3.2.4. "مسیحی عقیدہ کا استفسار" اور سفیرانِ قریش کا حملہ:

مشرکین مکہ کو جب علم ہوا کہ مہاجرین حبشہ میں اطمینان و سکون کی زندگی گزار رہے ہیں تو انھوں نے باہمی مشورہ سے عبداللہ بن ابوربیعہ(یا عمارہ بن ولید) اور عمرو بن عاص کو بھیجا۔نجاشی اور حبشہ کے تمام جرنیلوں اور مذہبی پیشواؤں کے لیے الگ الگ تحائف لے کر دونوں مکہ سے روانہ ہوئے۔ہر وزیر اور پیشوا کو تحفہ نذر کیا اور کہا،ہمارے کچھ نادان نوجوانوں نے تمھارے ملک میں پناہ لے لی ہے۔ سرداران قوم نے انھیں واپس لے جانے کے لیے ہمیں ذمہ داری دی ہے ،آخر میں وہ نجاشی کے پاس پہنچے۔درباریوں نے ان کا مطالبہ مان لینے کا مشورہ دیا تو نجاشی غصے میں آ گیا اور کہا ، چند افراد نے تمام ہمسایہ قوتوں کو نظرانداز کر کے میرے پاس پناہ لی ہے۔میں ان کو بات کرنے کا موقع دیے بغیر کسی کے حوالے نہ کروں گا۔چنانچہ مہاجرین کو دربار میں بلایا۔ حضرت جعفر بن ابوطالب نے گفت وشنید کی اور اپنا مکالمہ پیش کیا۔اس کے بعد نجاشی نے پوچھا، کیا تمھیں اس رسول اللہ کے لائے

---

[54] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah* 2: 178-179.
[55] Ṭabrānī, Al-Muʿjam al-Kabīr, Ḥadīth 1478.
[56] Imām Ḥākim, Mustadrak lil Ḥākim, Ḥadīth 4941.
[57] Al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, Ḥadīth 3766.

ہوئے کلام الٰہی میں سے کچھ یاد ہے؟ حضرت جعفر نے کہا، ہاں۔اس نے تلاوت کرنے کو کہا تو سیدنا جعفر نے سورۂ مریم کی ابتدائی آیات سنائیں:

"بِسْمِ االلهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم ۔كهيعص۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا .إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا "[58]

نجاشی کے آبیدہ ہونے سے ڈاڑھی تر ہو گئی ،اور اقرار کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے وہی رسول ہیں۔[59]

نجاشی نے سیدنا جعفر کی امان کی پھر توثیق کر دی اور کہا جو آپ سے برا سلوک کرے گا ،سزا جھیلے گا۔اس نے قریش کے دیے ہوئے تحائف واپس کرنے کا حکم دیا اور کہا، ہمیں ان کی حاجت نہیں۔[60]

نجاشی کے سامنے مہاجرین کا دلیرانہ موقف اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کوئی کمزوروں کی جماعت نہیں تھی، بلکہ یہ بہت ہی ہمت والے لوگ تھے، مہاجرین حبشہ کی یہ حق گوئی متوقع خطرات سے لاپروائی کا اظہار کرتی ہے کہ وہ مکے سے صرف جان کی حفاظت میں نہیں، بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ اور دعوتِ دین کے لیے نکلے تھے۔ جس سے رہتی دنیا تک ان مضبوط بنیادیں سے اشاعت اسلام میں اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔

4. ہجرت حبشہ مسلسل دعوتی جہات کا ایک سنگم اور اسکے اثرات:

ہجرت حبشہ کے ماقبل اور مابعد دورانیہ دعوتی جہات کی وسعت کے لیے جدوجہد اور حکمت عملی کے نئے ابواب کا اضافہ ہے جہاں توحید کا پیغام مکہ کے داخلی باشندہ گان کے قلوب واذہان کو منوّر کرنے کے ساتھ ساتھ اقوامِ عالم کو اس خیر کی دعوت میں شامل کرنے کی کاوشوں کا ایک ایسا سنگم ہے جس سے آج بھی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے منہج اور اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہجرت حبشہ کے اشاعت اسلام کے سفر پر بہت اثرات مرتب ہوئے۔اس ہجرت کے آٹھ سال بعد ایک تاریخی ہجرت ہوئی۔ جس سے نہ صرف عرب بلکہ عجم بھی شمعِ اسلام سے منور ہوا۔

ایک لحاظ سے ہجرت حبشہ کو ہجرت مدینہ کا پیشِ خیمہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ پر امن فضاء میں رہنے سے حاصل ہونے والے فوائد کا مسلمانوں کو اندازہ ہو چکا تھا۔ جو مہاجرین حبشہ میں آپ کے حکم سے ٹھہرے ہوئے تھے، وہ مدینہ اس وقت آئے ہیں، جب آپؐ خیبر فتح کر کے مدینہ واپس آ گئے، یہ ماہ صفر سنہ ۷ ہجری کا واقعہ ہے، اس سے پہلے جنگ بدر ہوئی، جنگ احد ہوئی، جنگ احزاب ہوئی، ان تمام جنگوں میں مسلمان اپنے دشمنوں کے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھے، ان جنگوں کے علاوہ اس دوران میں کتنے غزوات اور چھوٹی بڑی مہمات پیش آتی رہیں، جن میں مسلمانوں کو تعداد کی ضرورت تھی، یہ امر غور طلب ہے کہ ان تمام مواقع پر آپ ﷺ نے تمام ضروری حکمتِ عملی اور تدابیر اختیار کیں، لیکن مہاجرین حبشہ کو مدینہ طلب نہیں فرمایا، نہ صرف یہ کہ انہیں مدینے طلب نہیں فرمایا، بلکہ حبشہ میں ہی ٹھہرے رہنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ مہاجرین حبشہ اسی وقت واپس آئے، جب حبشہ میں خاطر خواہ دعوت کا کام ہو چکا تھا۔ اسی ہجرت کی وجہ سے دنیا کی امامت مسلمانوں کا مقدر بنی۔ ساتھ ساتھ سلاطین وقت کو دعوتی خطوط لکھے گئے، بیعت عقبہ اولیٰ، بیعت عقبہ ثانیہ، تجارتی تعلقات کی بحالی اور جہاد کے

[58] Al-Qur'ān 19:1-3

[59] Ibn Hishām, *Al-Sīrah al-Nabaviyyah,* 2:180, Ibn Kathīr, Al-Bidāyah wa al-Nihāyah, Chapter: Migration of Prophet (ﷺ) 3: 89.

[60] Masnad Aḥmad, 22498, 4400, Ibn Athīr, 2: 37.

حکم سے فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا جس سے سرعت سے اسلام پھیلتا گیا۔ عطية صقر اس دعوت کی وسعت کے متعلق الدين العالمي ومنهج الدعوة إليه میں یوں رقمطراز ہیں:

"وفى شرقى أفريقيا كانت الدعوة قد وصلت الحبشة أيام الرسول وكثر فيها المسلمون بعد القرن الرابع الهجرى، وزاد عددهم فى القرن الحادى عشر حتى بلغ ثلث السكان تقريبا"[61]

یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حبشہ کی طرف دعوت مشرقی افریقہ تک پہنچ گئی اور چوتھی صدی ہجری میں یہ تعداد خاصی بڑھ گئی گیارھویں صدی ہجری میں اس میں اضافہ ہوا یہاں تک کہ یہ کل آبادی کا ایک تہائی ہو گئی۔

"وفى المجال الدعوى الرحب تبرز قصص أخرى، ففى مجال الهجرة إلى الله تعالى، واختلاط ذلك بروح المبادرة ما عملته أم حرام حيث ركبت البحر، وهى من بيئة لا تعرف ركوب البحر، ومن ذلك قصة أسماء بنت عميس التى نقلت بعض الأفكار من بيئة الحبشة إلى بيئة الحجاز، واستفادت من تجاربها، ووظيفتها لخدمة المجتمع الإسلامى"[62]

ترجمہ: میدان ہجرت میں دوسرے واقعات سامنے آتے ہیں۔ جیسے ہجرت الی اللہ اور اس کے کرنے کے محرک۔۔۔۔ ہجرت حبشہ جہاں سمندر میں سفر کرنا اور سوار ہونا (اہل مکہ) اس سے نا آشنا تھے مثلا اگر اسماء بنت عمیس کو لیا جائے جنھوں نے حبشہ سے حجاز کی طرف وہاں کے بعض افکار کو لے کر نقل مکانی کی اور ان تجربات کی روشنی میں فائدہ اٹھایا اور اسلامی معاشرے کے لیے خدمات سر انجام دیں۔

"کتب سیرت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہاجر مسلمانوں نے حبشہ کے مقامی باشندوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی تھی، چنانچہ ان کی دعوتی سرگرمیوں کے نتیجہ میں چالیس پچاس حبشیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔[63] محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ولیم میور کی ہجرت حبشہ کے بارے میں رائے کا تزکرہ کرتے ہیں کہ میور کے مطابق "اس موقع پر مہاجرین کی تعداد بہت تھوڑی تھی لیکن جو کام انھوں نے کیا وہ تاریخ اسلام میں بہت اہم ہے، اس ہجرت نے اہل مکہ کو نو مسلموں کے خلوص اور استقامت کا یقین دلایا اور ثابت کر دیا کہ وہ دین محمدی ﷺ کو چھوڑنے کی نسبت ہر طرح کا نقصان اور سختی برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں اور ایمانداروں کے لیے جان پر کھیل جانے کی ایک روشن مثال منصہ شہود پر آ گئی۔[64]

محمد سعید رمضان البوطی ہجرت حبشہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عقیدے کی حفاظت کے لیے وطن اور جائیداد کو قربان کیا جا سکتا ہے اور مشروط طور پر غیر مسلموں کی پناہ حاصل کی جا سکتی ہے۔[65] ہجرت حبشہ ہمیں حضرت محمد ﷺ اور وقت کے بادشاہ کے درمیان بین الاقومی تعلقات کے بارے میں سکھاتی ہے۔ اسی تعلق کی خوشگواری اشاعت دین کی وسعت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ ہجرت حبشہ دو الہامی مذاہب کے درمیان قربت کو ظاہر کرتی ہے۔ جس سے دعوتی مکالمہ ترقی پا سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد مبارک ہے:

"وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُواْ الَّذِينَ قَالُواْ إِنَّا نَصَارَى ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُونَ"[66]

اور آپ یقیناً ایمان والوں کے حق میں بلحاظِ محبت سب سے قریب تر ان لوگوں کو پائیں گے جو کہتے ہیں: بیشک ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں علماءِ (شریعت بھی) ہیں اور (عبادت گزار) گوشہ نشین بھی ہیں اور (نیز) وہ تکبر نہیں کرتے۔

---

[61] Ṣaqar, ʻAṭiyyah, *al-Dīn al-ʻĀlimī wa Manhaj al-Dawʻah ʼIlīh*, Book-5 (Silsilah al-Bahuth al-Islamiyyah),p. 80
[62] Al-Shawvīkh, ʻĀdil ʻAbdullah, *Musāfir fī Qiṭār al-Dawʻah*, 292.
[63] Hamīdullah, Dr Muḥammad, *Khuṭbāt-i Bahāwal Pūr,* New Dilhe: 1997) 63.
[64] Siyālkawṭī, Muḥammad Ibrāhīm Mīr, Sīrat al-Musṭafā / Muir, William, *Life of Muḥammad* (ﷺ),301-302.
[65] Al-Būṭī, Muḥammad Saʻīd Ramḍān, *Fiqhu al-Sīrah*, 94,97.
[66] Al-Qur'ān 5:82

دین اسلام رنگ، نسل، آقا، غلام، امیر، غریب کے تمام فرق مٹا کر رہتی دنیا اور تمام مذاہب کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ ہجرت حبشہ کا مقصد دین کی حفاظت اور دین اسلام کی اشاعت تھا۔ اگر ملک میں امن و امان نہ ہو اور ملک فتنہ انگیزیوں کا شکار ہو تو آج بھی دین کی اشاعت اور حفاظت کے لیے اپنے گھر بار اور ملک کو خیر آباد کہا جا سکتا ہے۔ اور دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے کسی پر امن اور محفوظ جگہ کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ حبشہ میں دعوت اسلام بادشاہ کو دی گئی تھی۔ جو کہ اثر و رسوخ والا تھا۔ تمام رعایا اس کے ماتحت تھی۔ چونکہ جب بادشاہ اسلام کی طرف مائل ہوا تو رعایا پر بھی اس کے مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ اس لیے آج بھی بااثر طبقات پر دعوتی سلسلہ میں زیادہ محنت کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس طرح اگر ایک آدمی مائل ہو جائے تو اس کے ماتحت ہزاروں لاکھوں دعوت حق کو قبول کر لیتے ہیں۔

5. نتائج:

اس بحث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ ہجرت حبشہ اشاعتِ اسلام کے لیے پہلے سے جاری دعوتی حکمتِ عملی میں تسلسل کا نام ہے۔ یہ ایک ایسا مقصد ہے جسے امت اجابت سے امت دعوت کی طرف عُسراً یسراً جاری رکھنا ضروری ہے۔ ہجرت حبشہ کے بعد کے حالات اور دعوتی پھیلاؤ بصیرت نبوی ﷺ کا بین ثبوت ہے۔ آپ ﷺ کی حکمت عملی ہی تھی جس کی بدولت دعوت دین خفی سے جہری، گھر سے بیرون وطن، گورے و کالے، غریب و امیر کی تمیز کے بغیر یہ ہدایت سے نہایت تک کا پیغامِ توحید ہر رکاوٹ کو عبور کرتے ہوئے، شاہد سے غائب کی طرف آج تک محوِ سفر ہے۔ داخلی طور پر دار ارقم اسلام میں پہلی دعوتی درسگاہ جو تین سال تک آپ ﷺ کی قیام گاہ رہا، جس کا مقصد فرزندان توحید کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اسلامی اصولوں سے روشناس کروانا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حبشہ کی طرف دعوتِ دین اور اسکا مشرقی افریقہ تک پہنچنا، چوتھی صدی ہجری میں اس تعداد میں اضافہ، گیارھویں صدی ہجری میں کل آبادی کا ایک تہائی اضافہ اور حبشہ سے بعد مدینہ طیبہ کی طرف سفینوں کا رخ ہجرت حبشہ کے ثمرات کا اظہار ہے، یہ امر غور طلب ہے کہ بہت سارے مواقعوں پر آپ ﷺ نے تمام ضروری حکمتِ عملی اور تدابیر اختیار کیں، لیکن مہاجرین حبشہ کو مدینہ طلب نہیں فرمایا، نہ صرف یہ کہ انہیں مدینے طلب نہیں فرمایا، بلکہ حبشہ میں ہی ٹھہرے رہنے کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ مہاجرین حبشہ اسی وقت واپس آئے، جب حبشہ میں خاطر خواہ دعوت کا کام ہو چکا تھا۔

علاوہ ازیں اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خارجی طور پر ہجرت حبشہ صرف کفار مکہ کے ظلم و ستم سے نجات پانے کی غرض سے نہیں ہوئی تھی، بلکہ دعوت اسلام کے لیے نئی دنیائیں دریافت کرنے کی ایک پُر عزم جدوجہد تھی، کیونکہ اگر کفار مکہ کے مظالم سے نجات پانے کا مسئلہ ہوتا تو اس موقع پر کمزور اور ستائے ہوئے لوگ آگے آگے ہوتے، نہ کہ وہ لوگ جنہیں اپنے قبیلوں اور خاندانوں کی پشت پناہی حاصل تھی ۔ شاہ نجاشی کے دربار میں مہاجرین کا یہ جرأت مندانہ موقف بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ کوئی کمزوروں اور پناہ گزینوں کی جماعت نہیں تھی، بلکہ یہ بہت ہی ہمت والے لوگ تھے، مہاجرین حبشہ کی یہ حق گوئی متوقع خطرات سے لاپروائی کا اظہار کرتی ہے کہ وہ مکے سے صرف جان کی حفاظت میں نہیں، بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ اور دعوتِ دین کے لیے نکلے تھے۔ جس سے رہتی دنیا تک ان مضبوط بنیادیں سے اشاعت اسلام میں اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے۔

خارجی جہات میں نجاشی کا دعوت دین اور اشاعت اسلام میں کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کردار داخلی اور خارجی دونوں جہات میں بڑا اہم ہے ۔ آج بھی اشاعت اسلام کے لیے ایسے مقامات جہاں دعوت و تبلیغ آسان ہو یا دشوار گزار مہاجرین حبشہ کا مشکل سمندری سفر اپنے اندر دعوت کے فروغ کا پیغام رکھتا ہے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

کی شخصیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہترین داعی میں کیا کیا خصوصیات ہونی چاہیے۔اور جس جگہ دعوتی فرائض سرانجام دینے ہوں وہاں کے حالات سے آگاہی اور سوالات کا مناسب اور مؤثر جوابات کا فہم ہجرتِ حبشہ کے مرہونِ منت ہے۔

وہ نصوص جو ہجرتِ حبشہ سے متعلق ہیں ان میں وسعت ارضی کا تصور اور دعوت کی عالمگیریت توجہ طلب نکات ہیں۔علاوہ ازیں رحمت الہیہ کی امید آخرت میں اجر عظیم اور مہاجرین کے اجر کی نسبت ذات الہیہ کا اپنی طرف کرنا یہ واضح کرتا ہے کہ انسانی حیات پر ہجرت حبشہ کے پر کٹیکل اثرات ہیں جو ربط و تناسبِ مضامین سے اخذ کیے جاسکتے ہیں۔ مزید بر آں، نجاشی کی طرف ان خطوط سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو مذہب کے حوالے سے مخاطب کرتے ہوئے ایسے حقائق کی طرف اشارہ فرمادیا جن سے عیسائیت روگرداں ہو چکی تھی۔اور قرآن حکیم کی وہ آیت مبارکہ پیش فرمائی جو رہتی دنیا تک مابین المذاہب تعلقات کے لیے بنیادی اور اصولی نوعیت کی ہے۔دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ قبولیت اسلام کے فوائد اور عدم قبولیت پر جملہ رعیت کا گناہ کا بیان گویا دعوت کے ایجابی اور سلبی پہلوؤں کا احاطہ معلوم ہوتا ہے۔